غیبت گناہ کبیرہ ہے

سید مزمل حسین نقوی*

خلاصہ

اسلام نے انسان کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ خدا نے اسے زمین پر اپنا جانشین و خلیفہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی خوبصورت ترین مخلوق قرار دیتا ہے۔ کائنات اس کیلئے مسخر کی ہے۔ اس انسان کی فطرت میں دو پہلو پائے جاتے ہیں۔ مثبت بھی اور منفی بھی۔ عقل بھی ہے اور جذبات بھی۔ کمال بھی اور پستی بھی۔ یہ کونسی چیز ہے جو اسے کبھی اتنا بلند کر دیتی ہے اور کبھی اتنا پست بنا دیتی ہے۔ یہ انسان کے اعمال ہیں، انہی اعمال کی بنا پر وہ خدا کے اتنا قریب ہو جاتا ہے اور اس کا مظہر کہلانے لگتا ہے۔
پس نیک اعمال خدا کے قرب کا اور برے اعمال اس سے دوری کا موجب بنتے ہیں۔ بعض گناہوں کی پروانہیں کی جاتی حالانکہ وہ گناہان کبیرہ میں سے شمار ہوتے ہیں۔ انہی میں سے ایک گناہ غیبت بھی ہے۔ غیبت یعنی کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا۔ قرآن کے مطابق غیبت کرنا ایسے ہی ہے جیسے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ رسول خدا (ص) فرماتے ہیں: جو دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے تو قیامت کے دن اس کے سامنے مردہ لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا اس مردہ کو کھاؤ جس طرح اسے زندگی میں کھایا تھا۔ حدیث کے مطابق غیبت کرنے کی وجہ سے اعمال قبول نہیں ہوتے۔ نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔
غیبت دو طرح کی ہو سکتی ہے، زبانی اور عملی، یعنی زبان سے یا اشارے کنائے سے۔ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگے۔ ہو سکتا ہے کہ شرمندگی ہو لیکن یہ شرمندگی آخرت کی شرمندگی اور عذاب سے بہتر ہے۔ بعض مقامات پر غیبت کرنا جائز ہے بلکہ بعض اوقات واجب ہو جاتا ہے۔ طلب انصاف کے لیے، برائیوں کی روک تھام کے لیے، شرعی مسئلہ پوچھنے کے لیے غیبت جائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کے ساتھ کاروبار کرنا چاہتا ہے یا رشتہ جوڑنا چاہتا ہے اور وہ کسی سے اس کے بارے میں پوچھتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ سب کچھ سچ سچ بتائے۔ اب اگر وہ اس کے عیوب چھپائے گا تو پھر گناہ گار ہے کیونکہ اس نے مشورہ مانگنے والے کے ساتھ خیانت کی ہے۔ نیز بدعت گذار کی غیبت کرنا جائز ہے۔ کھلے عام گناہ کرنے والے کی غیبت کرنا بھی جائز ہے۔

اسلام نے انسان کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ جب خدا نے بنی نوع انسان کی تخلیق کا ارادہ کیا تو اپنی نورانی مخلوق یعنی ملائکہ سے فرمایا:

''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ '' (1)

یعنی: '' میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں تو انھوں نے کہا کہ تو ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد پیدا کرے گا اور خون بہائے گا جبکہ ہم تیری حمد اور تقدیس کرتے ہیں۔ فرمایا جو اسرار خلقت میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خدا کا جانشین ہے اور جب انسان کے مراحل تخلیق کو بیان کیا تو فرمایا یہ پانی تھا اس پانی سے خون بنا۔ خون سے لوتھڑا بنا، لوتھڑے سے ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ یہاں تک انسان اور حیوان کی خلقت ایک جیسی ہے، لیکن اس کے آگے فرمایا: ''اَنْشَئْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ'' یعنی: ''ہم نے اسے ایک اور ہی مخلوق بنا دیا۔ بابرکت ہے وہ ذات جس کی تخلیق اتنی خوبصورت ہے۔'' (2)

انسان کی مزید فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا'' (3)

---

*۔ ڈائریکٹر نور الہدیٰ فاصلاتی نظام تعلیم، بھارہ کہو، اسلام آباد

یعنی: ”اور ہم نے اولاد آدم کو قابل احترام قرار دیا۔ اسے خشکیوں اور دریاؤں پر مسلط کیا۔ اسے پاکیزہ رزق عطا کیا اور اسے اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت دی۔“

حضرت آدم (ع) جب زمین پر آرہے تھے تو خدا نے فرمایا اے آدم اگر میں تجھ سے کچھ مانگوں تو دو گے۔ عرض کیا پروردگار تو خالق ہے میں مخلوق ہوں۔ تو پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ تو ہی مجھے عطا کرتا ہے۔ فرمایا اے آدمؑ اگر کبھی کھانا مانگوں تو دو گے۔ عرض کیا پروردگار میں تیرا محتاج ہوں تو تو کھانے سے بے نیاز ہے کہا اچھا اگر کبھی لباس مانگوں تو دے گا۔ عرض کیا پروردگار میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ فرمایا اے آدم اگر کبھی تیرے دروازے پر میرا کوئی بندہ تجھ سے کچھ مانگنے آئے تو یوں سمجھنا کہ میں آیا ہوں۔ خدا نے انسان کو اتنی اہمیت دی ہے کہ اپنے ساتھ ملا دیا ہے۔ انسان کا اتنا بڑا مقام ہے۔ دوسری طرف اسی انسان کے بارے میں فرماتا ہے:

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ (4)

یعنی: ” یہ جانوروں کی مثل ہے بلکہ ان سے بھی بدتر ہے۔“

جانوروں میں کتا اور خنزیر بھی ہیں جو کہ نجس العین ہیں۔ یہ انسان ان سے بھی بدتر ہے۔ ایک طرف یہی انسان اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ خدا کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

”وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى O ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى O فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (5)

یعنی: ” وہ بلند ترین مقام پر پہنچا پھر اتنا قریب ہوا کہ خدا اور اس کے درمیان ایک کمان سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔“

دوسری طرف اتنا پست ہو جاتا ہے کہ خدا فرماتا ہے:

”ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ“ (6)

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں دو پہلو ہیں۔ مثبت بھی اور منفی بھی۔ عقل بھی ہے اور جذبات بھی۔ انتہائی کمال تک بھی پہنچ جاتا ہے اور انتہائی پستی میں بھی گر جاتا ہے۔ یہ کونسی چیز ہے جو اسے اتنا بلند بھی کر دیتی ہے اور اتنا پست بھی۔ یہ اعمال ہیں جو انسان کو کمال بھی عطا کرتے ہیں اور پستی میں بھی گرا دیتے ہیں۔ انہی اعمال کی بنا پر خدا کے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اس کا مظہر بن جاتا ہے اور وہ فرماتے لگتا ہے کہ اے بندے مجھے تجھ سے پیار ہو گیا ہے۔

” لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل والعبادات حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها و رجله التی یمشی به“ (7)

یعنی: ” بندہ نیکیوں کے ذریعے میرے قریب ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا تو اس کی قوت سماع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی بصارت بن جاتا ہو، جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ اور پاؤں میں میری طاقت آجاتی ہے۔“

پس نیک اعمال خدا کے قرب کا باعث بنتے ہیں اور برے اعمال اس سے دوری کا موجب بنتے ہیں۔ کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ عام طور پر ان کی پروا نہیں کی جاتی حالانکہ وہ گناہان کبیرہ میں سے شمار ہوتے ہیں اور ان کی بڑی سخت سزا ہوتی ہے۔ انہی میں سے ایک گناہ غیبت بھی ہے۔

غیبت کی تعریف

یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اس کی وہ برائی بیان کرنا جو اس میں پائی جاتی ہو۔

غیبت کی سزا

غیبت کرنا ایسے ہی ہے جیسے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ سورہ حجرات میں خدا فرماتا ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ" (8)

یعنی: "اے صاحبان ایمان گمان سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں اور نہ ہی کسی کی ٹوہ میں رہو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ یقیناً تم اسے ناپسند کروگے۔ تقوی الٰہی اختیار کرو۔ بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی۔"

ایک دن رسول خدا (ص) نے لوگوں کو روزہ رکھنے کے لیے کہا اور فرمایا میری اجازت کے بغیر کوئی بھی افطار نہ کرے۔ جب وقت افطار آیا تو صحابہ آئے۔ اجازت لی اور روزہ افطار کرنے لگے ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ (ص) میری بیٹیوں نے بھی روزہ رکھا ہے اور اب وہ اجازت افطار چاہتی ہیں۔ آپ اجازت دیں تاکہ وہ بھی افطار کرلیں۔ آپ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ جب اس نے تیسری دفعہ تکرار کیا تو فرمایا انھوں نے روزہ نہیں رکھا۔ سارا دن تو غیبت کرکے گوشت کھاتی رہی ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ روزے سے ہیں۔ جاؤ ان سے کہو کہ قے کریں۔ وہ گھر گیا اور تمام واقعہ کہہ سنایا اور انھیں قے کرنے کے لیے کہا۔ جب انھوں نے قے کی تو گوشت کے ٹکڑے ان کے منہ سے نکلے۔ واپس آکر رسول خدا (ص) کو اطلاع دی تو فرمایا۔ مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ص) کی جان ہے اگر گوشت کے یہ ٹکڑے ان کے پیٹ میں رہتے تو پھر آتش جہنم انھیں کھاتی۔ (9)

رسول خدا (ص) فرماتے ہیں:

"من اکل لحم اخیہ فی الدنیا قرب الیہ یوم القیامۃ فیقال لہ کلہ میتاً کما اکلتہ حیا فیاکلہ ویکلح ویضج۔ (10)

یعنی: "جو دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے تو قیامت کے دن اس کے سامنے مردہ لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا اس مردہ کو کھاؤ جس طرح اسے زندگی میں کھایا تھا۔ تکلیف کے مارے تیوری چڑھائے گا اور نالہ وفریاد کرے گا لیکن اسے کھانا پڑے گا۔"

نیز رسول خدا (ص) فرماتے ہیں: جو کسی کے برے عمل پر مطلع ہو جائے پھر وہ اسے دوسرے لوگوں تک پہنچا دے تو وہ بھی اس گناہ کے کرنے والے کی مثل ہے۔ (11)

غیبت کا نقصان

۱۔ غیبت کرنے کی وجہ سے اعمال قبول نہیں ہوتے۔ رسول خدا (ص) فرماتے ہیں: جو کسی مسلمان کی غیبت کرتا ہے تو چالیس دن تک اس کی نماز اور روزہ قبول نہیں ہوتے۔ مگر یہ کہ جس کی غیبت کی ہے وہ معاف کردے۔ (12)

۲۔ نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ امام صادق (ع) فرماتے ہیں: مسلمان کے لیے غیبت کرنا حرام ہے۔ غیبت نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو۔ (13)

قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کے ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا۔ وہ اسے دیکھے گا تو اس میں اسے اپنے نیک اعمال نظر نہیں آئیں گے وہ کہے گا پروردگار یہ میرا نامہ اعمال نہیں ہے کیونکہ اس میں مجھے اپنے کچھ اعمال نظر نہیں آرہے۔ شاید بھول کر مجھے دے دیا گیا ہے۔ اس وقت آواز آئے گی۔ تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے تیری نیکیاں ان افراد کی طرف منتقل ہو گئی ہیں جن کی تو نے غیبت کی تھی۔ دوسرے شخص کو لایا

جائے گا۔ اسے نامہ اعمال دیا جائے گا۔ وہ کہے گا یہ میرے عمل تو نہیں ہیں۔ اسے کہا جائے گا یہ فلاں شخص کی نیکیاں ہیں جو تیری طرف منتقل کر دی گئی ہیں کیونکہ اس نے تیری غیبت کی تھی۔ (14)

اقسام غیبت

غیبت دو طرح کی ہو سکتی ہے، زبانی اور عملی۔ زبانی غیبت یہ ہے کہ زبان سے کسی کی برائی کی جائے اور عملی غیبت یہ ہے کہ اشارہ سے کسی کی برائی کی طرف متوجہ کرنا۔ ہاتھ کا اشارہ ہو یا آنکھ کا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک عورت مجھ سے ملنے آئی۔ اس کا قد چھوٹا تھا۔ جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ اس کا قد چھوٹا تھا۔ رسول خدا (ص) نے فرمایا تو نے اس کی غیبت کی ہے۔

جس طرح غیبت کرنے کا گناہ ہے اسی طرح اس کے سننے کا بھی گناہ ہے۔ رسول خدا (ص) فرماتے ہیں کہ جس کے پاس اس کے دینی بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی حمایت پر قادر بھی ہو۔ اس کے باوجود وہ اس کی حمایت نہ کرے تو خدا اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کر دے گا اور جو حمایت کرے گا خدا دنیا و آخرت میں اسے سرخرو کر دے گا۔ (15)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں جو غیبت کرنے والے کو روک دیتا ہے تو خدا دنیا و آخرت کی ہزار مصیبتیں اس سے دور کر دیتا ہے۔

غیبت کا کفارہ

غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگے ہو سکتا ہے کہ شرمندگی ہو لیکن یہ شرمندگی آخرت کی شرمندگی اور عذاب سے بہتر ہے اور اگر وہ شخص مر چکا ہے یا معافی مانگنا مشکل ہے۔ لڑائی جھگڑے کا خوف ہے یا تعلقات خراب ہونے کا ڈر ہے تو پھر جب بھی اس کی یاد آئے تو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو ممکن ہے کرنے والا بخشا جائے اور غیبت کرنے والا پکڑا جائے۔

امام صادق (ع) فرماتے ہیں کہ جو کسی مومن کے کسی گناہ پر مطلع ہو جائے اور اسے لوگوں کے درمیان پھیلا دے اور اسے نہ چھپائے۔ اس کے لیے استغفار نہ کرے تو خدا کے نزدیک وہ اس گناہ کرنے والے کی مثل ہے اور اس گناہ کی سزا کا مستحق ہے جو اس نے دوسروں تک پھیلایا ہے اور اس پھیلانے کی وجہ سے ممکن ہے گناہ کرنے والا بخشا جائے کیونکہ دنیا میں اس کی اہانت ہو چکی ہے لہٰذا قیامت میں خدا اسے چھپا دے گا اور اسے سزا نہیں دے گا۔ (16)

مستثنیات غیبت

بعض مقامات پر غیبت کرنا جائز ہے بلکہ بعض اوقات واجب ہو جاتا ہے۔

۱۔ طلب انصاف کے لیے۔ مثلاً اگر کسی نے کوئی حق غصب کیا ہے اب وہ قاضی یا کسی فیصلہ کرنے والے کے سامنے حق غصب کرنے والے کی برائی کرتا ہے تو یہ جائز ہے یا مثلاً کسی نے قرض لیا ہے اب ہونے کے باوجود واپس نہیں کرتا تو قرض دینے والا اس کی غیبت کر سکتا ہے۔

۲۔ برائیوں کی روک تھام کے لیے۔ مثلاً کسی نے اپنے گھر کو فحاشی کا اڈا بنا رکھا ہے۔ یہ اکیلا اسے نہیں روک سکتا۔ یہ اس کی غیبت کرتا ہے تاکہ محلے میں بات پھیل جائے اور سب لوگ مل کر اسے روکنے کے لیے اقدام کریں۔ یا مثلاً کوئی نیک شخص برے شخص سے دوستی کر رہا ہے تو اس کے سامنے غیبت کرنا تاکہ وہ اس سے دوستی نہ کرے۔

۳۔ شرعی مسئلہ پوچھنے کے لیے۔ اگر کوئی کسی کے ساتھ کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے یا رشتہ جوڑنا چاہتا ہے اور وہ کسی سے اس کے بارے پوچھتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ سب کچھ سچ سچ بتائے۔ اب اگر وہ اس کے عیوب چھپائے گا تو پھر گناہ گار ہے کیونکہ اس نے مشورہ مانگنے والے کے ساتھ خیانت کی ہے۔

۴۔ بدعتی انسان کی غیبت کرنا جائز ہے۔

۵۔کھلے عام گناہ کرنے والے کی غیبت کرنا بھی جائز ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔سورہ بقرہ:۳۰

2۔سورہ مومنون: ۱۴

3۔سورہ بنی اسرائیل:۷۰

4۔سورہ اعراف:۱۷۹

5۔سورۂ نجم: ۷تا۹

6۔سورہ التین: ۵

7۔ابن ابی جمہور عوالی اللالی،ج۲،ص ۱۰۴،ح ۱۵۲

8۔سورۂ حجرات: ۱۲

9۔مصطفیٰ نورانی، محرمات وکیفر آنھا در دین، ص ۹۴

10۔طبرانی، المعجم الاوسط،ج۲،ص ۱۸۲

11۔صدوق، الامالی، ص ۵۱۶، مجلس ۶۶،ح ۷۰۷

12۔ مجلسی، بحارالانوار، ج ۷۲، ص۲۵۸

13۔شہید ثانی، وسائل، ص ۲۸۷

14۔ مجلسی، بحارالانوار، ج ۷۲، ص۲۵۹

15۔طبری، مکارم الاخلاق، ص ۴۷۰

16۔مفید، الاختصاص، ص ۳۲